

نبی کریم ﷺ کا ذریعہ معاش

تحریر: حافظ محمد سعد اللہ، ڈیال سنگھ ٹرسٹ لاہور

صابر و قانع طبیعت:

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کریم نے اپنے شاہکار تخلیق، اپنے آخری نبی اور اپنے حبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کو تمام انسانوں کیلئے ہر پہلو، ہر زاویے، ہر جہت، ہر اعتبار، ہر لحاظ اور ہر حوالے سے ایک کامل، مثالی اور منفرد نمونہ بنانے کیلئے جہاں بے شمار خاندانی، نسبی، جسمانی، روحانی، ظاہری، باطنی، علمی، اخلاقی اور صوری و معنوی کمالات عنایت فرمائے وہاں اس نے آنجناب ﷺ کو عام لوگوں کے برعکس کھانے پینے اور بھوک پیاس کے معاملات میں بھی ٹھن سے غیر معمولی اور مافوق العادت صبر و قناعت، قوت برداشت، دنیا سے بے رغبتی، سیر چشتی اور غنائے نفس کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی صابر و قانع طبیعت کے متعلق آپ کی چھن کی دایہ اور گھریلو باندی و خادمہ سیدہ ام ایمن ”برکتہ“ جو آپ ﷺ کو اپنے والد گرامی کے ترکہ میں ملی تھیں (۱) اور جنہیں آپ ﷺ ازراہ احترام ”امی بعد امی“ (میری ماں کے بعد دوسری ماں) فرمایا کرتے تھے (۲) نے آپ کی ایک بڑی ایمان افروز عادت کریمہ بیان کی ہے۔ فرماتی ہیں:

”ما رایت النبی ﷺ شکاً صغیراً ولا کبیراً جوعاً ولا عطشاً“ (۳)

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ج ۱ ص ۱۰۰، دار صادر بیروت ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

(ب) عماد الدین ابو الفداء: کتاب المختصر فی اخبار البشر (تاریخ الفداء): ج ۱ ص ۱۱۰

مطبع حسینیہ مصر

(ج) ابن کثیر: السیرۃ النبویہ: ۴: ۶۴۲ بیروت (اردو ترجمہ ج ۳ ص ۲۵۲ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

۲۔ (الف) نووی: شرح مسلم مع صحیح مسلم: ج ۲ ص ۲۹۱ (باب من فضائل ام ایمن) طبع کلاں کراچی

(ب) ابن کثیر: السیرۃ النبویہ: ۴: ۶۴۲ بیروت لبنان (اردو ترجمہ ج ۳ ص ۲۵۳ مکتبہ

قدوسیہ اردو بازار لاہور

۳۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۱۶۸، دار صادر بیروت

(ب) مقریزی: امتاع الاسماع، سالر رسول من الانباء: ج ۱ ص ۷۷-۸ قاہرہ

(ج) قاضی عیاض: الشفاء بصریف حقوق المطع: ۱: ۳۶ طبع مصر

(میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے چین میں یا بڑے ہو کر کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت کی ہو۔)

آگے فرماتی ہیں بسا اوقات یوں ہوتا کہ صبح کے وقت آپ ﷺ آب زم زم نوش فرمالیتے جب کھانا پیش کیا جاتا تو فرماتے میں پہلے ہی سیر ہوں۔ اب کھانے کی حاجت نہیں (۱) کھانے پینے میں صبر و قناعت اور برداشت کے اس معمول کے متعلق ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی یہ عینی گواہی بھی ملاحظہ کیجئے، فرماتی ہیں :

”کان اذا دخل قال هل عندکم طعام؟ فاذا قيل لا قال انی صائم“ (۲)
(جب آپ ﷺ گھر تشریف لاتے تو پوچھتے کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ اس کے جواب میں اگر یہ عرض کیا جاتا کہ کوئی شے نہیں تو فرماتے : پھر میں روزہ دار ہوں (روزے کی نیت کرتا ہوں۔) انہی ام المؤمنین سے مروی ایک روایت میں یہ معمول بھی لکھا ہے کہ :

”جب آپ ﷺ اپنے اہل خانہ میں تشریف فرماتے تو بسا اوقات کھانے پینے کے متعلق کچھ پوچھتے ہی نہیں تھے۔ اگر گھر والوں نے کوئی چیز کھانے پینے کو دے دی تو چپ کر کے کھاپی لی (ورنہ کوئی لمبا چوڑا تقاضا نہیں ہوتا تھا) (۳)

یہ تو بھوک پیاس اور کھانے پینے کے معاملے میں آپ کی انتہائی قوت برداشت اور صبر و قناعت کی ایک ہلکی سی جھلک تھی۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا کہ جب آپ کی ذات گرامی پر ملکوتی و نورانی صفات کا غلبہ ہوتا اور آپ ﷺ قرب الہی و فانی اللہ کی انتہائی منازل پر فائز ہوتے تو ظاہری طور پر کھانے پینے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری اور دیگر کتب صحاح میں یہ روایت موجود ہے کہ ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ نے وصال کے روزے (مسلل روزے جن کے درمیان کھانا پینا نہیں ہوتا) رکھنے شروع کیے تو حضور ﷺ کی اقتداء میں اتباع نبوی ﷺ کے سچے اور عملی طور پر دلدادہ صحابہ کرامؓ نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ حضور اکرم ﷺ کو اپنے غلاموں کی اس اقتداء اور روش کا پتہ چلا تو ازراہ شفقت و رحمت اور ازراہ

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۱۶۸، بیروت

(ب) مقریزی: امتاع الاسماع، مالک الرسول من الانباء، ج ۱ ص ۷۷-۸، قاہرہ۔

۲۔ (الف) سنن ابی داؤد: ج ۱، ص ۳۳۳ (کتاب الصیام) طبع کلاں کراچی

(ب) امام سیوطی: الشماک الشریفہ ص ۱۴۰، طبع جدہ، سعودی عرب ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء

۳۔ قاضی عیاض: الشفاء، بحریف حقوق المصطفیٰ: ج ۱، ص ۸۵، طبع مصر

تخفیف و سہولت ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اس پر عاشقانِ رسول ﷺ نے جب یہ محبت بھرا اشکال پیش کیا کہ آخر آپ ﷺ بھی تو صوم وصال رکھ رہے ہیں؟ (پھر ہم اس سنت سے کیوں محروم رہیں) اس اشکال کے جواب میں اللہ کے رؤف رحیم نبی ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہاری مانند نہیں ہوں۔ میرا حال تو یہ ہے کہ میں رات اپنے پروردگار کے پاس گزارتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے“ (۱)

کھانے پینے کے بشری تقاضے:

تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کھانے پینے کی اور دیگر انسانی و معاشی ضروریات سے بالکل مبرا تھے۔ کھانے پینے اور دیگر حوائجِ ضروریہ کی تکمیل کیلئے آپ ﷺ کی سعی پر تو قرآن مجید کی نص موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی صراحت کے مطابق اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے جب یہ اعتراض کیا کہ:

”مَالُ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْسُكُ فِي الْأَسْوَاقِ (سورة الفرقان: ۷)

(اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔)

تو اللہ کریم نے تھوڑا سا آگے چل کر اس فضول اعتراض کا جواب اور حضور ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

”وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَأْكُلُوا الطَّعَامَ وَيَمْسُكُوا فِي الْأَسْوَاقِ“ (الفرقان: ۲۰)

(ہم نے آپ ﷺ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے)

علاوہ ازیں صحاح ستہ اور اکثر کتب حدیث میں موجود باب ”کتاب الاطعمة“ اور سیرت و شمائل الرسول کی کتابوں میں آپ ﷺ کے مرغوب کھانوں اور مشروبات کی فہرست اور جب بشری تقاضے غالب ہوتے تو کھانا طلب کرنا اور بھوک محسوس فرمانا اس بات کی دلیل ہیں کہ

۱۔ (الف) صحیح بخاری (کتاب الصوم باب الوصال) ج ۱ ص ۲۶۳ طبع کلاں کراچی

(ب) صحیح بخاری (کتاب الاعتصام باب: ما مکروہ من التعمق الخ) ج ۲ ص ۱۰۸۴

(ج) صحیح مسلم مع شرح نووی (کتاب الصیام باب النسی عن الوصال) ج ۱ ص ۳۵۱-۳۵۲ طبع کراچی

(د) سنن ابی داؤد (کتاب الصیام باب فی الوصال) ج ۱ ص ۳۲۲ طبع کلاں کراچی

آپ ﷺ بھوک پیاس اور دیگر بشری تقاضوں سے مبرا نہ تھے۔ (۱)

آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار بھی حد درجہ صابر و قانع ہونے کے باوجود آخر انسان تھے۔ دیگر انسانوں کی طرح انہیں بھی کھانے پینے کپڑے لئے علاج معالجہ روزمرہ کی دیگر ذاتی معاش معاشرتی و سماجی ضروریات اور انسانی خواہشات کو ایک باعزت باوقار مناسب اور معقول انداز میں پورا کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔

تیسرے اہل و عیال کے ضروری اخراجات اور حوائج ضروریہ کی فراہمی میں آپ ﷺ نے اپنی امت کے عیال دار لوگوں کیلئے ایک نمونہ بھی چھوڑنا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی گزر بسر کس طرح ہوتی تھی اور آپ ﷺ خاگی ضروریات کی فراہمی و تکمیل کس طرح فرماتے تھے؟ آسان لفظوں میں آپ ﷺ کا ذریعہ معاش یا ذریعہ آمدن کیا تھا؟ تو آئندہ سطور میں ہم یہی چیز معلوم کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ہمارے گرامی قدر سیرت نگاروں (نور اللہ قبور ہم) نے اگرچہ بالعموم اس چیز کو مستقل عنوان کے تحت ذکر نہیں کیا تاہم حدیث کی کتابوں میں متفرق مقامات پر حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ معاش کا سراغ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اہل علم کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب جوانی میں قدم رکھا تو ذریعہ معاش کیلئے عام شرفاء مکہ اور اپنے آباؤ اجداد کے پیشہ تجارت کو اختیار فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے چچا جان کے ہمراہ شام کا تجارتی سفر اور پھر سیدہ خدیجہ کا تجارتی مال لے کر کئی ممالک کا سفر کیا (۲) اور اپنی دیانت و امانت اور خدا واد ذہانت و فطانت سے دوسرے تاجروں سے

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :

(الف) شمائل ترمذی، 'مجمع جامع ترمذی' ص ۵۷۸-۵۷۹ طبع کلاں کراچی

(ب) زاد المعاد لابن قیم الجوزیہ، 'ج ۱' ص ۱۴ تا ۱۵۰، بیروت ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

(ج) شبلی نعمانی، 'سیرۃ النبی' ۲: ۱۲۴-۱۲۵ طبع الفیصل لاہور

۲۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :

(الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۲۱ تا ۱۳۱، بیروت

(ب) ابن جریر طبری: تاریخ طبری، ۲: ۷۸ تا ۲۸۲، مصر ۱۹۶۱ء

(ج) علامہ حلبی: سیرت حلبیہ، ۱: ۲۱۵ تا ۲۲۲، مصر

(د) ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۱: ۲۵۱ تا ۲۶۰، مصر

کس زیادہ نفع کمایا (۱) پھر ۲۵ سال کی عمر میں جب آپ ﷺ سیدہ خدیجہ کے رفیق تجارت سے آگے بڑھ کر ان کے ”رفیق حیات“ بھی بن گئے تو آنحضرتؐ نے زوجہ محترمہؓ کا شرف حاصل کرنے کے بعد اپنے خداداد مال، اپنے ایثار، اپنے خلوص و محبت اور اپنی کمال وفا شعاری کے باعث حضور ﷺ کو مالی تفکرات اور بال بچوں کے نان و نفقہ کی ذمہ داریوں سے مستغنی کر دیا تھا۔ سیدہ خدیجہ کے اس ذاتی خلوص و محبت و وفا شعاری اور مالی ایثار و قربانی کا اعتراف جہاں خود حضور ﷺ کو تھا۔ (۲) وہاں اللہ کریم نے بھی بطور احسان یاد دلایا۔ چنانچہ ارشاد الہی ہوا:

”وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى“ (سورۃ النضی: ۸)

اور اس نے آپ کو نادار پایا تو (سیدہ خدیجہ سے نکاح کے ذریعے) غنی کر دیا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی مہمانی:

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سات ماہ تک معروف صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو مہمانی کا عظیم شرف بخشا (۳) ظاہر ہے اس عرصے میں آپ ﷺ کو اپنے اور اپنے اہل عیال کے کھانے پینے اور دیگر گھریلو اخراجات کیلئے کسی کام اور محنت کی ضرورت نہ تھی۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی سعادت اور خوش نصیبی تھی کہ دیگر جاں نثار اور وفا شعار انصار کی زبردست خواہش اور حد درجہ تمنا کے باوجود اللہ کریم نے انہیں نبی پاک ﷺ کی

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۳۰ بیروت

(ب) علامہ حلی: سیرت حلویہ: ۱: ۲۱۹ مصر

۲۔ (الف) احمد عبد الرحمن البناء: الفتح الربانی ترتیب مسند احمد: ۲۰: ۲۴۱ طبع قاہرہ۔

(ب) سیبلی: الروض الانف: ۱: ۲۷۷ طبع مصر

۳۔ (الف) سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۱۹۰ طبع بیروت۔ لبنان ۱۹۷۱ء

(ب) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۸۱ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

”مہمان نوازی“ کیلئے منتخب فرمایا تھا (۱) تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ حضور ﷺ کی خاطر تواضع اور مہمانداری کر کے دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل نہ کرتے۔ وہ اگرچہ کوئی امیر کبیر آدمی نہ تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ ایک رات پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا تو پانی کے نیچے حضور ﷺ کے کمرے میں ٹپکنے کے اندیشے کے باعث انہیں اپنے ہی لحاف کے ذریعے اس پانی کو جذب کرنا پڑا تھا۔ گھر میں اتنا کپڑا (تولیہ وغیرہ) نہ تھا کہ اس سے پانی کو جذب کر سکتے۔ (۲) اس کے باوجود ام ایوبؓ روزانہ بڑی عقیدت اور چاہت سے کھانا تیار کرتے اور پہلے بارگاہ نبوی ﷺ میں لے آتے جو کھانا بچ رہتا، اسے میاں بیوی بطور تبرک بڑے شوق سے کھاتے اور برتن کی اسی جگہ سے کھاتے جہاں حضور ﷺ کے دست مبارک کے نشان لگے ہوتے تھے۔ (۳)

حضرت ابو ایوبؓ تو مہمان نوازی کے طور پر ”ما حاضر“ بارگاہ نبوی میں پیش کرتے ہی تھے اس دوران کئی دوسرے انصار بھی روزانہ حضور کیلئے کھانا اور دیگر تحائف پیش کرنے میں ابو ایوبؓ سے پیچھے نہیں تھے۔ چنانچہ سمہودی نے حضرت زید بن ثابتؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ حضرت ابو ایوب کے گھر جلوہ افروز ہو گئے تو سب سے پہلا آدمی جو ہدیہ لے کر حضور ﷺ کی رہائش گاہ میں داخل ہوا وہ میں تھا۔ گندم کی روٹی سے تیار کی گئی ٹرید کا پیالہ کچھ گھی اور دودھ آپ ﷺ کے سامنے رکھتے ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پیالہ (کھانا) میری والدہ

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :

- (الف) ابن کثیر: سیرۃ النبویہ: ۲: ۲۷۲ قاہرہ
- (ب) علامہ حلبی: سیرت حلبیہ: ۲: ۲۴۸ مصر
- (ج) سیبلی: الروض الانف: ۲: ۲۲۸ طبع مصر
- (د) ابن اثیر الجزیری: اسد الغابہ: ۲: ۸۰-۸۱ طہران
- (ه) سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۲۵۶ بیروت لبنان
- (و) علامہ الصالحی الشامی: سبل المہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد (سیرت شامی): ۳: ۳۹۰ قاہرہ
- ۲۔ (الف) سیبلی: الروض الانف: ۲: ۲۳۹ طبع مصر
- (ب) سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۲۶۴ بیروت لبنان
- (ج) ابن کثیر: سیرۃ النبویہ: ۲: ۲۷۷ قاہرہ
- (د) ابن حجر الاصابہ فی تمییز الصحابہ: ذکر ایوب (خالد) انصاری
- ۳۔ ابن اثیر الجزیری: اسد الغابہ: ۲: ۸۱ طہران

نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر مجھے ”بارک اللہ فیہا“ کے الفاظ سے برکت کی دعا دیتے ہوئے اپنے تمام ساتھیوں کو بلالیا اور سب نے مل کر کھالیا۔ میں (زید بن ثابت) ابھی دروازے سے نہیں ہٹا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ (رئیس الانصار) کا غلام سر پر ایک ڈھکا ہوا پیالہ رکھے ہوئے آگیا۔ میں نے ابو ایوب کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس پیالہ کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو اس میں ٹرید تھی جس کے اوپر گوشت کی ہڈیاں نظر رہی تھیں۔ غلام نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر وہ پیالہ پیش کر دیا۔ زید بن ثابتؓ مزید فرماتے ہیں کہ کوئی رات ایسی نہ گزری تھی جس رات ہم بنی مالک بن النجار میں سے تین چار آدمی باری باری حضور ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش نہ کرتے ہوں حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنے دولت کدہ میں منتقل ہو گئے۔ (۱)

انصار کے ہدیے:

جب آپ ﷺ حضرت ابو ایوب کے گھر سے اپنے دولت کدہ منتقل ہو گئے تو شروع میں ہمیں آپ ﷺ کا کوئی ذریعہ معاش نظر نہیں آتا اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ انصار مدینہ خصوصاً پڑوسی انصاریوں نے اپنے خلوص و محبت و عقیدت و ارادت اور جذبہ ایثار کے باعث آپ ﷺ کو اہل بیت نبوی کے کھانے اور دیگر اخراجات کے سلسلے میں چنداں متفکر نہیں ہونے دیا۔ (۲) انصار کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کے مرد اور عورتیں مختلف ہدایا (کھانے پینے کی چیزیں) بھیج کر رسول مقبولؐ کا قرب حاصل کرتے اور نظر التفات چاہتے تھے۔ حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیم کے پاس ہدیہ دینے کیلئے کوئی چیز نہ تھی انہوں نے یہ حسرت اپنا بیٹا انسؓ بارگاہ نبوی میں خدمت کیلئے پیش کر کے پوری کی (۳)

آپ کے ننھیالی عزیز اور صاحب حیثیت حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت سعد بن معاذؓ اور اسد بن زراہ کی عقیدت کا تو یہ عالم تھا کہ روزانہ بلا ناغمہ ان کے کھانے کا پیالہ دولت کدہ نبوی میں پہنچتا تھا۔ (۴) انصار کی اس پر خلوص محبت کی تائید صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں موجود ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ:

۱۔ (الف) سمہودی: وقاء الوفاء: ۱: ۲۶۴، بیروت لبنان

(ب) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۴۸۰-۴۸۱ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

۲۔ ابن سعد: الطبقات الکبریٰ (اردو ترجمہ بنام طبقات کبیر) ج ۱ ص ۳۵۳-حیدر آباد کن ۱۹۴۴ء

۳۔ سمہودی: وقاء الوفاء: ۱: ۱۹۳، بیروت لبنان

۴۔ سمہودی: وقاء الوفاء: ۱: ۱۹۰، بیروت لبنان

”قد كان لرسول الله ﷺ جيران من الانصار وكانت لهم منائح فكانوا يرسلون الى رسول الله ﷺ من البانها فيسقيناه“ (۱)

(رسول مقبول ﷺ کے چند پڑوسی انصار میں سے تھے جن کے پاس اونٹنیاں تھیں وہ (ازراہ محبت) حضور ﷺ کے پاس دودھ بھیجا کرتے تھے تو وہ دودھ آپ ﷺ ہمیں پلا دیتے تھے۔)

علاوہ ازیں مدینہ منورہ کے انصار کسان اور زراعت پیشہ تھے۔ ان میں سے صاحب ثروت حضرات نے اپنے اپنے باغوں میں ایک ایک درخت کو نشان زدہ کر دیا تھا کہ اس کا پھل رسول اللہ ﷺ کیلئے ہوگا۔ چنانچہ ہر سال کھجور کی فصل کٹنے پر اس درخت سے جتنی کھجوریں حاصل ہوتیں وہ سب حضور ﷺ کے گھر پہنچا دی جاتیں (۲) آپ ﷺ یہ کھجوریں قبول فرماتے رہے مگر جب ۳-۴ھ میں بنو قریظہ اور بنو نضیر کے املاک اور زرعی زمینیں بطور ”فئے“ آپ ﷺ کے زیر تصرف آگئیں تو آپ ﷺ نے مخلصین انصار کے یہ باغات (درخت) ان کو واپس فرما دیے تھے (۳)

ذاتی بکریاں و اونٹنیاں :

ہاتھ سے کما کر کھانے والی بلسمہ دوسروں کو کھلانے والی نبی کریم ﷺ کی غیور، خود دار اور غنی النفس کی دولت سے مالا مال ذات کیلئے کیسے ممکن تھا کہ وہ ان صحابہؓ کے تحائف و ہدایا اور نذرانوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے۔ انصار کے یہ پر خلوس ہدیے اور نذرانے تو محض ان غلاموں و عقیدت مندوں کی تسکین خاطر عزت افزائی اور بلندی درجات کیلئے قبول کیے جاتے تھے۔ بہار میں بلاذری اور دیگر سیرت نگاروں کے مطابق آنجناب علیہ التحیۃ والتسلیم

۱۔ (الف) امام بخاری، صحیح بخاری: ۲: ۹۵۶ طبع کلاں کراچی

(ب) امام مسلم: صحیح مسلم مع شرح نووی: ۲: ۴۰۱ طبع کلاں کراچی

(ج) ابن حبان: صحیح ابن حبان: ۹: ۸۸، سائیکہ بل، شیخوپورہ۔

(د) ابن ابی شیبہ: مصنف: ۳: ۲۴۹ کراچی

(ه) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ (عن ابی ہریرۃ) ج ۱ ص ۴۰۱ بیروت

(و) البیہقی: دلائل النبوة: ۱: ۳۴۱، مکتبہ اثریہ، لاہور

۲۔ (الف) ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور (خطبہ نظام مالید و تقویم ص ۵۷۵ جامعہ اسلامیہ بہاولپور۔

(ب) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۹ ص ۴۵ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۳۔ صحیح مسلم: ۲: ۹۶ طبع کلاں کراچی

نے اپنے بال بچوں کی غذائی ضروریات کیلئے دودھ دینے والی کچھ بھریاں اور اونٹنیاں ذاتی طور پر خرید لی تھیں اور کچھ لوگوں نے بطور ہدیہ پیش کی تھیں۔ (۱)

ان بھریوں اور اونٹنیوں کیلئے شہر مدینہ کے مضافات میں ایک چراگاہ معین کی گئی جہاں ایک صحابی رضا کارانہ طور پر ان جانوروں کی نگہداشت کرتے (انہیں چرانے کا فریضہ انجام دیتے اور روزانہ دودھ اس مقام سے مدینہ منورہ لاکر رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچایا کرتے تھے۔ اہل خاندان اس دودھ کو استعمال کرتے تھے۔ (۲)

مال غنیمت میں حصہ :

رمضان المبارک ۲ھ میں غزوہ بدر پیش آیا اور اس کے بعد یوحہ غزوات کا ایک مستقل سلسلہ چل نکلا۔ دشمنان اسلام کے ساتھ بزور قوت ان جنگوں اور باقاعدہ لشکر کشی کے نتیجے میں دشمنوں کی املاک اور ساز و سامان ”غنیمت“ کے طور پر ہاتھ لگتا۔ اللہ کریم نے سابق انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے برعکس اس مال غنیمت کو حضور ﷺ کیلئے بطور خاص حلال قرار دیتے ہوئے (۳) آپ ﷺ کیلئے اور آپ ﷺ کے غلاموں کیلئے ایک آمدن کا ذریعہ بنادیا۔ قرآنی ہدایات کے مطابق جو کچھ مال غنیمت حاصل ہوتا اس کا ۱/۵ حصہ (خمس) نائب الہی سربراہ مملکت اور رسول خدا ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ کی (سرکاری) تحویل میں آتا اور باقی ۴/۵ حصہ (منقولہ) مجاہدین اور غازیوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ کل مال غنیمت کا ۱/۵ حصہ میں اللہ کریم نے پانچواں حصہ یعنی کل کا ۲/۵ انبی کریم ﷺ کیلئے مختص فرمادیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا :

۱۔ البلاذری : انساب الاشراف ۱: ۵۱۲ تا ۵۱۴ بیروت

۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ : خطبات بہاولپور (خطبہ نظام مالیہ و تقویم) ص ۶۶ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

۳۔ ارشاد نبوی ہے ”احلت لی الغنائم“ میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں (مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

طبع کلاں کراچی۔) ایک دوسری حدیث میں فرمایا: ”فلم تحل الغنائم لاحد من قبلنا ذلک بان اللہ رای ضعفنا وعجزنا فطیبهالنا“ ہم سے قبل کسی کیلئے یہ غنیمتیں حلال نہ تھیں۔ بایں وجہ کہ اللہ نے ہماری کمزوری اور عجز کو دیکھا تو غنیمت کو ہمارے لئے حلال

کر دیا (مسلم: ۲: ۸۵ کراچی)

”وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ“ (سورۃ الانفال: ۴۱)

(اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت حاصل ہو سو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کیلئے اور (رسول کے) قریبداروں کیلئے اور یتیموں کیلئے اور مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے ہے۔)

تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ صرف شریک ہوتے بلکہ امیر لشکر بھی ہوتے تھے۔ اس لئے مال غنیمت کا ۵/۴ حصہ جو مجاہدوں اور غازیوں میں پیدل اور سوار میں تھوڑے سے فرق (۱) (پیدل کیلئے ایک اور سوار کیلئے دو حصے) کے ساتھ تقسیم کیا جاتا تھا۔ اسمیں دیگر مجاہدین کے ساتھ حضور ﷺ کو بھی برابر کا حصہ ملتا۔ یوں مال غنیمت سے ملنے والا حصہ نبی کریم ﷺ کی آمدن کا ایک معقول ذریعہ بن گیا۔ کیونکہ بعض غزوات میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا مثلاً صرف ہوازن سے جو مال غنیمت حاصل ہوا اس میں واقدی اور ماوردی کی صراحت کے مطابق چھ ہزار غلام و باندیاں، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بحریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی (۲)

حضرت مخیرق کا وقف:

۳ھ میں جب غزوہ احد پیش آیا تو اس میں اگرچہ مسلمانوں کو کوئی مال غنیمت نہیں ملا تھا تاہم اللہ کریم نے اپنے وعدہ ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ“ (سورۃ طلاق: ۲-۳) (جو آدمی اللہ سے ڈرتا یعنی تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتا اور اسے اس جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا) کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے اس موقع پر اپنے محبوب ﷺ کو ایک ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچایا۔ جس کا بظاہر دور دور تک امکان اور کوئی گمان نہ تھا۔ چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ مخیرق نامی یہودی، بنو نضیر میں ایک معتبر عالم تھا۔ غزوہ احد کے دن آپ ﷺ پر ایمان لایا۔ اس کے پاس سات زمینیں یا سات باغات تھے۔ غزوہ احد میں حضور کے ساتھ شریک ہوا اور

۱۔ (الف) علامہ کاسانی: بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۲۵ لاہور

(ب) مرغینانی: ہدایہ (اردو ترجمہ عین الہدایہ) ج ۲ ص ۵۴۹-۵۴۸ قانونی کتب خانہ لاہور

(ج) یحییٰ ابن آدم: کتاب الخراج، ص ۳۱، دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۲۔ (الف) واقدی: کتاب المغازی: ۳: ۹۴۳۔ آکسفورڈ یونیورسٹی ۱۹۶۶ء

(ب) ماوردی: ابوالحسن علی بن محمد: اعلام النبوة ج ۲ طبع ازہر ۱۹۸۱ء

وصیت کی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے ساتوں باغات (مع زمین) رسول اللہ ﷺ کے ہوں گے۔ چنانچہ وہ شہید ہو گیا تو اس کے سارے باغات حسب وصیت حضور ﷺ کی ملکیت میں آگئے۔ (۱)

ظاہر ہے ان باغات کی آمدنی اب حضور ﷺ کی ذاتی آمدنی بن گئی تھی۔ اس کے بعد قرین قیاس یہی ہے کہ آپ ﷺ کیلئے کوئی مالی دشواری نہیں رہی ہوگی۔ ان باغات کے متعلق ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی طبعی فیاضی جو دو سخا اور رحمة للعالمین کے باعث یہ باغات غرباء و مساکین کیلئے وقف کر دیتے تھے (۲)

اموال و املاک فئے:

مال غنیمت میں حصہ اور مخیر تین یہودی کے مذکورہ سات باغات کے علاوہ ایک اور بہت بڑا ذریعہ آمدن یا ذریعہ معاش جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کیلئے پیدا فرمایا وہ ”مال فنی“ تھا۔ یہ وہ املاک و اموال تھے جن کے لئے مجاہدین اسلام کو کوئی جنگ اور لشکر کشی نہیں کرنی پڑی تھی بلکہ اہل حرب (یسود وغیرہ) کے ساتھ معاہدہ صلح کے بدلے میں حاصل ہوئے تھے۔ یہ مال فنی نبی کریم ﷺ کیلئے مختص تھا۔ آپ ﷺ جیسے چاہتے اس میں تصرف فرماتے۔ اپنے لئے خاص کر لیتے یا جن میں چاہتے تقسیم فرمادیتے۔ مال غنیمت کے برعکس کل مال فنی کو اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول ﷺ کیلئے مخصوص کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ”اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان (یعنی یسود وغیرہ) سے بطور فئے دلویا، تو تم نے اس کیلئے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے غلبہ دے دیتا ہے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے رسول کو (دوسری) مسعیوں والوں سے بطور فئے دلواوے تو وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا اور (رسول کے) قریبداروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا“ سورہ الحشر: ۶-۷

- ۱۔ (الف) الماوردی: احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۲ قانونی کتب خانہ لاہور
- (ب) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ): ۲: ۵۹ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
- (ج) ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور: ص ۷۷، ۷۸ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۴۰۱ھ
- (د) ابن حجر: الاصابہ فی تمییز الصحابہ (مذکرہ مخیر تین)
- ۲۔ ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح بخاری: ۶: ۴۰۰ ابوالہ شبلہ نعمانی: سیرۃ النبی: ۲: ۱۱۴ الفضل لاہور۔

اس سلسلے میں سب سے پہلا ”مال فنی“ جو ۳ھ یا ۴ھ میں ہاتھ آیا وہ مدینہ منورہ کے نواح میں رہنے والے یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنو نضیر کے اموال تھے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک معاہدے کے مطابق یہ لوگ اپنے ہتھیاروں کے علاوہ جتنا منقولہ سامان لے جاسکتے تھے اٹھا کر جلاوطن ہو گئے (۱) جس کے نتیجے میں ان کے کھجوروں کے نخلستان حضور ﷺ کے زیر تصرف آ گئے۔

چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ: بنو نضیر کے اموال ان اموال میں داخل تھے جو اللہ کریم نے اپنے رسول مقبول ﷺ کو بطور فنی عنایت فرمائے تھے۔ ان پر مسلمانوں نے کوئی باقاعدہ فوج کشی نہیں کی تھی (بلکہ یہ ایک معاہدے کے نتیجے میں ملے تھے) لہذا یہ اموال رسول اللہ ﷺ کی خصوصی ملکیت تھے۔ آپ ﷺ ان اموال (نخلستان) کی آمدن سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے سال بھر کا نفقہ لے لیتے اور باقی ماندہ آمدنی جمادی سبیل اللہ کیلئے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی فراہمی میں خرچ فرماتے تھے۔ (۲)

۱۔ (الف) ابو عبید: کتاب الاموال (اردو ترجمہ): ۱: ۱۱۹۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔

(ب) اردو عربی تفاسیر۔ تحت سورۃ الحشر، ابتدائی آیات

(ج) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۲ ص ۱۱۲ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

۲۔ (الف) صحیح بخاری: ۱: ۴۰ (کتاب الجہاد باب الجن) کراچی نیز ج ۲ ص ۲۵ (کتاب التفسیر)

(ب) صحیح مسلم مع نووی: ۲: ۸۹ (کتاب الجہاد باب حکم الفی) کراچی

(ج) ابو عبید: کتاب الاموال (اردو ترجمہ): ۱: ۱۱۹۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

(د) علامہ کاسانی: بدائع الصنائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۰۱ دیال سنگھ لائبریری لاہور

(ه) سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۱۲۔ ۴۱۳ (کتاب الخراج باب صفایا النبی من الاموال) کراچی

۱ (و) علامہ آلوسی: روح المعانی ج ۲۸ تحت سورۃ الحشر

(ز) قاضی ثناء اللہ پانی پتی: تفسیر مظہری (اردو ترجمہ) ج ۱۱ ص ۳۹۵۔ دارالاشاعت کراچی ۱۴۱۱ھ

(ح) ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم (اردو ترجمہ) پارہ ۲۸ ص ۲۳ نور محمد کراچی

(ط) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۲ ص ۷۱ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

یہ نصیر سے حاصل ہونے والے مال فتنے کے بعد ایک معاہدہ صلح کے نتیجے میں جو اموال بطور فتنے حضور ﷺ کے ہاتھ آتے ہیں وہ خیبر کے قلعے اور فدک کی بستیوں کی آدھی زمین ہے (۱) مالی فتنے کے طور پر حاصل ہونے والی یہ املاک زمینیں اور باغات نبی کریم ﷺ کیلئے مخصوص تھے۔ آپ ﷺ ان میں جس طرح چاہتے تصرف فرماتے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عمر فاروق کا یہ قول ہے کہ :

”كانت لرسول الله ﷺ ثلث صفايا بنوا النضير وخيبر وفدك فاما بنوا النضير فكانت جبال النوبة واما فدك فكانت جبال الانبياء السبيل واما خيبر فجزء هار رسول الله ﷺ ثلاثه اجزاء جزئين بين المسلمين وجزء النفقة اهله فما فضل عن نفقة اهله جعله بين فقراء المهاجرين (۲)

یہ نصیر، خیبر اور فدک کے تینوں اموال (باغات وغیرہ) رسول اللہ ﷺ کیلئے مخصوص (چن لئے گئے) تھے۔ چنانچہ یہ نصیر کے اموال سے آمدنی آپ ﷺ کے ذاتی حوائج و حوادث (ناگمانی ضروریات) کیلئے اور فدک سے آمدنی مسافروں کیلئے مختص تھی جبکہ خیبر سے آمدنی کو آپ ﷺ نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا (۳) دو حصے مسلمانوں میں تقسیم فرمادئے اور ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے نان نفقہ کیلئے رکھ لیا۔ پھر اپنے اہل خانہ کے نفقہ سے جو چاہتا اسے بھی فقراء مهاجرین میں تقسیم کر دیتے۔

ابن سعد نے متعدد ازواج مطہرات کے تذکرے میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہیں خیبر کی آمدنی سے سالانہ اسی (۸۰) اسی (۸۰) وسق (۴۰۵ من) کھجور اور بیس (۲۰) بیس (۲۰) وسق (۱۰۱ من ۱۰ اسیر) جو سالانہ عنایت فرماتے تھے (۴)

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :

- (الف) ابو عبیدہ: کتاب الاموال (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۱۲۱ اسلام آباد
- (ب) کاسانی: بدائع الصنائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۰۱ دیال سنگھ لاہور
- (ج) ماوردی: الاحکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۲ تا ۲۷۵ قانونی کتب خانہ لاہور
- (نوٹ: ماوردی نے خاصی تفصیل دی ہے)
- (د) یحییٰ ابن آدم: کتاب الخراج ص ۴۳ طبع دار المعرفۃ بیروت لبنان
- ۲۔ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۱۳ (باب صفایا النسی من الاموال) کراچی
- ۳۔ کیونکہ خیبر کے بعض قلعے بزرگ شمشیر فتح ہوئے اور بعض معاہدہ صلح کے نتیجے میں (حاشیہ
- ابو داؤد: ۲: ۴۱۳ کراچی۔ نیز ماوردی: الاحکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۳ تا ۲۷۵ لاہور۔
- ۴۔ ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ج ۸ ص ۸۰، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱ طبع بیروت

درج بالا یہی وہ اموال تھے جن کو حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ الزہراء نے غلط فہمی میں سیدنا صدیق اکبرؓ سے بطور میراث لینے کا مطالبہ کیا تھا مگر خلیفہ اول کی زبانی جب حضور ﷺ کے ترکہ میں فرمان نبوی کے مطابق میراث جاری نہ ہو سکنے کی حقیقت معلوم ہوئی تو آنحضرتؐ خاموش ہو گئیں۔ بخاری میں ہے جب سیدہ فاطمہؓ نے ان اموال میں میراث کا مطالبہ کیا تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

”یشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم انبیاء کی مالی وراثت نہیں چلتی ہم جو کچھ چوڑیں وہ صدقہ (دق) ہوتا ہے۔ البتہ آل محمد ﷺ اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھاتے رہیں گے۔ ان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کھانے پینے کی ضروریات سے زیادہ کا مطالبہ کریں۔ قسم خدا نبی کریم ﷺ کے صدقات کا استعمال جس طرح آجپ ﷺ کے عہد میں ہوتا تھا میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا۔ میں ان کے بارے میں ہر قیمت پر وہی کروں گا جو رسول مقبول ﷺ کیا کرتے تھے۔ (اس موقع پر صدیق اکبرؓ نے یہ بھی فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، رسول اللہ ﷺ کے قرابتداروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے اقرباء کی صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے۔)“ مطلب یہ ہے کہ آپ کے مالی حقوق تو ادا کیے جاتے رہیں گے مگر ان اموال میں میراث جاری نہ ہوگی۔ (۱)

۱۔ (الف) صحیح بخاری ۵۲۶: ۱ (کتاب المناقب باب مناقب قرآن رسول اللہ) طبع کلاں کراچی

(ب) صحیح بخاری ۵۷۶: ۲ (کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر)

نوٹ: ان اموال کے فقہی اور تفصیلی احکام لئے ملاحظہ ہو:

(الف) صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۰-۱۰۸۶ کراچی۔

(ب) صحیح مسلم مع نووی ۸۹: ۲ کراچی۔

(ج) بدائع الصنائع للکاسانی (اردو ترجمہ): ۷: ۳۰۱، دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور بری، لاہور

(د) کتاب النراج لامام ابی یوسف ص ۱۲۳ ۲ بیروت

(ه) کتاب النراج لابن آدم ص ۳۸ تا ۴۸ ۲ بیروت

(و) مآوردی: احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۷۲ تا ۷۵ ۲ قانونی کتب خانہ لاہور

بادشاہوں اور وفود کے ہدیے :

نبی کریم ﷺ کی معاش گزر بسر اور آمدن کا ایک ذریعہ صحابہ کے ہدایا کے علاوہ مختلف ممالک کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے تحائف اور ہدیے بھی تھے۔ جن کو آپ ﷺ ان کی عزت افزائی اور تالیف قلبی کیلئے قبول فرما لیتے تھے۔ (۱) مثلاً مقوقس ملک القبط نے ایک دفعہ دو لونڈیاں ایک جوڑا کپڑے اور ایک سفید خوبصورت خنجر بھیجا جس کا نام دلدل تھا۔ فردہ بن عمر جذامی (عالم قیصر) نے ایک عمدہ خنجر گھوڑے، کپڑے، اور سندس کی قبائلی۔ اسی طرح اکیدر دومۃ الجندل نے قیمتی ہدیے بھیجے۔ بادشاہوں کے علاوہ مختلف وفود جو ہدایا لاتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔ (۲)

درج بالا ظاہری وحسی ذرائع و وسائل معاش اور خاطر خواہ ذرائع آمدن موجود ہونے، باطنی طور پر زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہاتھ میں ہونے (۳) اور دس لاکھ مربع میل کا حکمران ہونے (۴) کے باوجود اگر شہنشاہ دوسرا تاجدار مدینہ اور نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے گھروں میں بقول ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ دو دو مہینے آگ نہیں جلا کرتی تھی (۵) تو ظاہر ہے اس کا باعث معاشی و مالی مجبوری نہ تھی بلکہ اس کی وجہ ایک توامت کے صاحب ثروت و دولت لوگوں کیلئے صبر و قناعت اور زہد و فقر کا عملی نمونہ پیش کرنا تھا دوسرا اس اختیار زہد و فقر سے غرباء و مساکین امت کیلئے ڈھارس و حوصلہ کا سامان مہیا کرنا تھا۔ تیسرے اپنی طبعی رحمت و شفقت اور جبلی فیاضی و کریمی کے باعث اپنا سب کچھ خلق خدا پر خرچ کر دینا تھا۔ جس کی ایمان افروز تر تانی فاضل بریلوی نے یوں کی ہے :-

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیے ہیں در بے بہا دیے ہیں

- ۱۔ جامع ترمذی، ص ۲۴۷ (ابواب الجہاد باب ما جاء فی قبول ہدایا المرکین) (کراچی)
- ۲۔ شہاب الدین خفاجی: نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض: ۱: ۷۱: ۷۲: ۷۳: ۷۴: ۷۵: ۷۶: ۷۷: ۷۸: ۷۹: ۸۰: ۸۱: ۸۲: ۸۳: ۸۴: ۸۵: ۸۶: ۸۷: ۸۸: ۸۹: ۹۰: ۹۱: ۹۲: ۹۳: ۹۴: ۹۵: ۹۶: ۹۷: ۹۸: ۹۹: ۱۰۰: ۱۰۱: ۱۰۲: ۱۰۳: ۱۰۴: ۱۰۵: ۱۰۶: ۱۰۷: ۱۰۸: ۱۰۹: ۱۱۰: ۱۱۱: ۱۱۲: ۱۱۳: ۱۱۴: ۱۱۵: ۱۱۶: ۱۱۷: ۱۱۸: ۱۱۹: ۱۲۰: ۱۲۱: ۱۲۲: ۱۲۳: ۱۲۴: ۱۲۵: ۱۲۶: ۱۲۷: ۱۲۸: ۱۲۹: ۱۳۰: ۱۳۱: ۱۳۲: ۱۳۳: ۱۳۴: ۱۳۵: ۱۳۶: ۱۳۷: ۱۳۸: ۱۳۹: ۱۴۰: ۱۴۱: ۱۴۲: ۱۴۳: ۱۴۴: ۱۴۵: ۱۴۶: ۱۴۷: ۱۴۸: ۱۴۹: ۱۵۰: ۱۵۱: ۱۵۲: ۱۵۳: ۱۵۴: ۱۵۵: ۱۵۶: ۱۵۷: ۱۵۸: ۱۵۹: ۱۶۰: ۱۶۱: ۱۶۲: ۱۶۳: ۱۶۴: ۱۶۵: ۱۶۶: ۱۶۷: ۱۶۸: ۱۶۹: ۱۷۰: ۱۷۱: ۱۷۲: ۱۷۳: ۱۷۴: ۱۷۵: ۱۷۶: ۱۷۷: ۱۷۸: ۱۷۹: ۱۸۰: ۱۸۱: ۱۸۲: ۱۸۳: ۱۸۴: ۱۸۵: ۱۸۶: ۱۸۷: ۱۸۸: ۱۸۹: ۱۹۰: ۱۹۱: ۱۹۲: ۱۹۳: ۱۹۴: ۱۹۵: ۱۹۶: ۱۹۷: ۱۹۸: ۱۹۹: ۲۰۰: ۲۰۱: ۲۰۲: ۲۰۳: ۲۰۴: ۲۰۵: ۲۰۶: ۲۰۷: ۲۰۸: ۲۰۹: ۲۱۰: ۲۱۱: ۲۱۲: ۲۱۳: ۲۱۴: ۲۱۵: ۲۱۶: ۲۱۷: ۲۱۸: ۲۱۹: ۲۲۰: ۲۲۱: ۲۲۲: ۲۲۳: ۲۲۴: ۲۲۵: ۲۲۶: ۲۲۷: ۲۲۸: ۲۲۹: ۲۳۰: ۲۳۱: ۲۳۲: ۲۳۳: ۲۳۴: ۲۳۵: ۲۳۶: ۲۳۷: ۲۳۸: ۲۳۹: ۲۴۰: ۲۴۱: ۲۴۲: ۲۴۳: ۲۴۴: ۲۴۵: ۲۴۶: ۲۴۷: ۲۴۸: ۲۴۹: ۲۵۰: ۲۵۱: ۲۵۲: ۲۵۳: ۲۵۴: ۲۵۵: ۲۵۶: ۲۵۷: ۲۵۸: ۲۵۹: ۲۶۰: ۲۶۱: ۲۶۲: ۲۶۳: ۲۶۴: ۲۶۵: ۲۶۶: ۲۶۷: ۲۶۸: ۲۶۹: ۲۷۰: ۲۷۱: ۲۷۲: ۲۷۳: ۲۷۴: ۲۷۵: ۲۷۶: ۲۷۷: ۲۷۸: ۲۷۹: ۲۸۰: ۲۸۱: ۲۸۲: ۲۸۳: ۲۸۴: ۲۸۵: ۲۸۶: ۲۸۷: ۲۸۸: ۲۸۹: ۲۹۰: ۲۹۱: ۲۹۲: ۲۹۳: ۲۹۴: ۲۹۵: ۲۹۶: ۲۹۷: ۲۹۸: ۲۹۹: ۳۰۰: ۳۰۱: ۳۰۲: ۳۰۳: ۳۰۴: ۳۰۵: ۳۰۶: ۳۰۷: ۳۰۸: ۳۰۹: ۳۱۰: ۳۱۱: ۳۱۲: ۳۱۳: ۳۱۴: ۳۱۵: ۳۱۶: ۳۱۷: ۳۱۸: ۳۱۹: ۳۲۰: ۳۲۱: ۳۲۲: ۳۲۳: ۳۲۴: ۳۲۵: ۳۲۶: ۳۲۷: ۳۲۸: ۳۲۹: ۳۳۰: ۳۳۱: ۳۳۲: ۳۳۳: ۳۳۴: ۳۳۵: ۳۳۶: ۳۳۷: ۳۳۸: ۳۳۹: ۳۴۰: ۳۴۱: ۳۴۲: ۳۴۳: ۳۴۴: ۳۴۵: ۳۴۶: ۳۴۷: ۳۴۸: ۳۴۹: ۳۵۰: ۳۵۱: ۳۵۲: ۳۵۳: ۳۵۴: ۳۵۵: ۳۵۶: ۳۵۷: ۳۵۸: ۳۵۹: ۳۶۰: ۳۶۱: ۳۶۲: ۳۶۳: ۳۶۴: ۳۶۵: ۳۶۶: ۳۶۷: ۳۶۸: ۳۶۹: ۳۷۰: ۳۷۱: ۳۷۲: ۳۷۳: ۳۷۴: ۳۷۵: ۳۷۶: ۳۷۷: ۳۷۸: ۳۷۹: ۳۸۰: ۳۸۱: ۳۸۲: ۳۸۳: ۳۸۴: ۳۸۵: ۳۸۶: ۳۸۷: ۳۸۸: ۳۸۹: ۳۹۰: ۳۹۱: ۳۹۲: ۳۹۳: ۳۹۴: ۳۹۵: ۳۹۶: ۳۹۷: ۳۹۸: ۳۹۹: ۴۰۰: ۴۰۱: ۴۰۲: ۴۰۳: ۴۰۴: ۴۰۵: ۴۰۶: ۴۰۷: ۴۰۸: ۴۰۹: ۴۱۰: ۴۱۱: ۴۱۲: ۴۱۳: ۴۱۴: ۴۱۵: ۴۱۶: ۴۱۷: ۴۱۸: ۴۱۹: ۴۲۰: ۴۲۱: ۴۲۲: ۴۲۳: ۴۲۴: ۴۲۵: ۴۲۶: ۴۲۷: ۴۲۸: ۴۲۹: ۴۳۰: ۴۳۱: ۴۳۲: ۴۳۳: ۴۳۴: ۴۳۵: ۴۳۶: ۴۳۷: ۴۳۸: ۴۳۹: ۴۴۰: ۴۴۱: ۴۴۲: ۴۴۳: ۴۴۴: ۴۴۵: ۴۴۶: ۴۴۷: ۴۴۸: ۴۴۹: ۴۵۰: ۴۵۱: ۴۵۲: ۴۵۳: ۴۵۴: ۴۵۵: ۴۵۶: ۴۵۷: ۴۵۸: ۴۵۹: ۴۶۰: ۴۶۱: ۴۶۲: ۴۶۳: ۴۶۴: ۴۶۵: ۴۶۶: ۴۶۷: ۴۶۸: ۴۶۹: ۴۷۰: ۴۷۱: ۴۷۲: ۴۷۳: ۴۷۴: ۴۷۵: ۴۷۶: ۴۷۷: ۴۷۸: ۴۷۹: ۴۸۰: ۴۸۱: ۴۸۲: ۴۸۳: ۴۸۴: ۴۸۵: ۴۸۶: ۴۸۷: ۴۸۸: ۴۸۹: ۴۹۰: ۴۹۱: ۴۹۲: ۴۹۳: ۴۹۴: ۴۹۵: ۴۹۶: ۴۹۷: ۴۹۸: ۴۹۹: ۵۰۰: ۵۰۱: ۵۰۲: ۵۰۳: ۵۰۴: ۵۰۵: ۵۰۶: ۵۰۷: ۵۰۸: ۵۰۹: ۵۱۰: ۵۱۱: ۵۱۲: ۵۱۳: ۵۱۴: ۵۱۵: ۵۱۶: ۵۱۷: ۵۱۸: ۵۱۹: ۵۲۰: ۵۲۱: ۵۲۲: ۵۲۳: ۵۲۴: ۵۲۵: ۵۲۶: ۵۲۷: ۵۲۸: ۵۲۹: ۵۳۰: ۵۳۱: ۵۳۲: ۵۳۳: ۵۳۴: ۵۳۵: ۵۳۶: ۵۳۷: ۵۳۸: ۵۳۹: ۵۴۰: ۵۴۱: ۵۴۲: ۵۴۳: ۵۴۴: ۵۴۵: ۵۴۶: ۵۴۷: ۵۴۸: ۵۴۹: ۵۵۰: ۵۵۱: ۵۵۲: ۵۵۳: ۵۵۴: ۵۵۵: ۵۵۶: ۵۵۷: ۵۵۸: ۵۵۹: ۵۶۰: ۵۶۱: ۵۶۲: ۵۶۳: ۵۶۴: ۵۶۵: ۵۶۶: ۵۶۷: ۵۶۸: ۵۶۹: ۵۷۰: ۵۷۱: ۵۷۲: ۵۷۳: ۵۷۴: ۵۷۵: ۵۷۶: ۵۷۷: ۵۷۸: ۵۷۹: ۵۸۰: ۵۸۱: ۵۸۲: ۵۸۳: ۵۸۴: ۵۸۵: ۵۸۶: ۵۸۷: ۵۸۸: ۵۸۹: ۵۹۰: ۵۹۱: ۵۹۲: ۵۹۳: ۵۹۴: ۵۹۵: ۵۹۶: ۵۹۷: ۵۹۸: ۵۹۹: ۶۰۰: ۶۰۱: ۶۰۲: ۶۰۳: ۶۰۴: ۶۰۵: ۶۰۶: ۶۰۷: ۶۰۸: ۶۰۹: ۶۱۰: ۶۱۱: ۶۱۲: ۶۱۳: ۶۱۴: ۶۱۵: ۶۱۶: ۶۱۷: ۶۱۸: ۶۱۹: ۶۲۰: ۶۲۱: ۶۲۲: ۶۲۳: ۶۲۴: ۶۲۵: ۶۲۶: ۶۲۷: ۶۲۸: ۶۲۹: ۶۳۰: ۶۳۱: ۶۳۲: ۶۳۳: ۶۳۴: ۶۳۵: ۶۳۶: ۶۳۷: ۶۳۸: ۶۳۹: ۶۴۰: ۶۴۱: ۶۴۲: ۶۴۳: ۶۴۴: ۶۴۵: ۶۴۶: ۶۴۷: ۶۴۸: ۶۴۹: ۶۵۰: ۶۵۱: ۶۵۲: ۶۵۳: ۶۵۴: ۶۵۵: ۶۵۶: ۶۵۷: ۶۵۸: ۶۵۹: ۶۶۰: ۶۶۱: ۶۶۲: ۶۶۳: ۶۶۴: ۶۶۵: ۶۶۶: ۶۶۷: ۶۶۸: ۶۶۹: ۶۷۰: ۶۷۱: ۶۷۲: ۶۷۳: ۶۷۴: ۶۷۵: ۶۷۶: ۶۷۷: ۶۷۸: ۶۷۹: ۶۸۰: ۶۸۱: ۶۸۲: ۶۸۳: ۶۸۴: ۶۸۵: ۶۸۶: ۶۸۷: ۶۸۸: ۶۸۹: ۶۹۰: ۶۹۱: ۶۹۲: ۶۹۳: ۶۹۴: ۶۹۵: ۶۹۶: ۶۹۷: ۶۹۸: ۶۹۹: ۷۰۰: ۷۰۱: ۷۰۲: ۷۰۳: ۷۰۴: ۷۰۵: ۷۰۶: ۷۰۷: ۷۰۸: ۷۰۹: ۷۱۰: ۷۱۱: ۷۱۲: ۷۱۳: ۷۱۴: ۷۱۵: ۷۱۶: ۷۱۷: ۷۱۸: ۷۱۹: ۷۲۰: ۷۲۱: ۷۲۲: ۷۲۳: ۷۲۴: ۷۲۵: ۷۲۶: ۷۲۷: ۷۲۸: ۷۲۹: ۷۳۰: ۷۳۱: ۷۳۲: ۷۳۳: ۷۳۴: ۷۳۵: ۷۳۶: ۷۳۷: ۷۳۸: ۷۳۹: ۷۴۰: ۷۴۱: ۷۴۲: ۷۴۳: ۷۴۴: ۷۴۵: ۷۴۶: ۷۴۷: ۷۴۸: ۷۴۹: ۷۵۰: ۷۵۱: ۷۵۲: ۷۵۳: ۷۵۴: ۷۵۵: ۷۵۶: ۷۵۷: ۷۵۸: ۷۵۹: ۷۶۰: ۷۶۱: ۷۶۲: ۷۶۳: ۷۶۴: ۷۶۵: ۷۶۶: ۷۶۷: ۷۶۸: ۷۶۹: ۷۷۰: ۷۷۱: ۷۷۲: ۷۷۳: ۷۷۴: ۷۷۵: ۷۷۶: ۷۷۷: ۷۷۸: ۷۷۹: ۷۸۰: ۷۸۱: ۷۸۲: ۷۸۳: ۷۸۴: ۷۸۵: ۷۸۶: ۷۸۷: ۷۸۸: ۷۸۹: ۷۹۰: ۷۹۱: ۷۹۲: ۷۹۳: ۷۹۴: ۷۹۵: ۷۹۶: ۷۹۷: ۷۹۸: ۷۹۹: ۸۰۰: ۸۰۱: ۸۰۲: ۸۰۳: ۸۰۴: ۸۰۵: ۸۰۶: ۸۰۷: ۸۰۸: ۸۰۹: ۸۱۰: ۸۱۱: ۸۱۲: ۸۱۳: ۸۱۴: ۸۱۵: ۸۱۶: ۸۱۷: ۸۱۸: ۸۱۹: ۸۲۰: ۸۲۱: ۸۲۲: ۸۲۳: ۸۲۴: ۸۲۵: ۸۲۶: ۸۲۷: ۸۲۸: ۸۲۹: ۸۳۰: ۸۳۱: ۸۳۲: ۸۳۳: ۸۳۴: ۸۳۵: ۸۳۶: ۸۳۷: ۸۳۸: ۸۳۹: ۸۴۰: ۸۴۱: ۸۴۲: ۸۴۳: ۸۴۴: ۸۴۵: ۸۴۶: ۸۴۷: ۸۴۸: ۸۴۹: ۸۵۰: ۸۵۱: ۸۵۲: ۸۵۳: ۸۵۴: ۸۵۵: ۸۵۶: ۸۵۷: ۸۵۸: ۸۵۹: ۸۶۰: ۸۶۱: ۸۶۲: ۸۶۳: ۸۶۴: ۸۶۵: ۸۶۶: ۸۶۷: ۸۶۸: ۸۶۹: ۸۷۰: ۸۷۱: ۸۷۲: ۸۷۳: ۸۷۴: ۸۷۵: ۸۷۶: ۸۷۷: ۸۷۸: ۸۷۹: ۸۸۰: ۸۸۱: ۸۸۲: ۸۸۳: ۸۸۴: ۸۸۵: ۸۸۶: ۸۸۷: ۸۸۸: ۸۸۹: ۸۹۰: ۸۹۱: ۸۹۲: ۸۹۳: ۸۹۴: ۸۹۵: ۸۹۶: ۸۹۷: ۸۹۸: ۸۹۹: ۹۰۰: ۹۰۱: ۹۰۲: ۹۰۳: ۹۰۴: ۹۰۵: ۹۰۶: ۹۰۷: ۹۰۸: ۹۰۹: ۹۱۰: ۹۱۱: ۹۱۲: ۹۱۳: ۹۱۴: ۹۱۵: ۹۱۶: ۹۱۷: ۹۱۸: ۹۱۹: ۹۲۰: ۹۲۱: ۹۲۲: ۹۲۳: ۹۲۴: ۹۲۵: ۹۲۶: ۹۲۷: ۹۲۸: ۹۲۹: ۹۳۰: ۹۳۱: ۹۳۲: ۹۳۳: ۹۳۴: ۹۳۵: ۹۳۶: ۹۳۷: ۹۳۸: ۹۳۹: ۹۴۰: ۹۴۱: ۹۴۲: ۹۴۳: ۹۴۴: ۹۴۵: ۹۴۶: ۹۴۷: ۹۴۸: ۹۴۹: ۹۵۰: ۹۵۱: ۹۵۲: ۹۵۳: ۹۵۴: ۹۵۵: ۹۵۶: ۹۵۷: ۹۵۸: ۹۵۹: ۹۶۰: ۹۶۱: ۹۶۲: ۹۶۳: ۹۶۴: ۹۶۵: ۹۶۶: ۹۶۷: ۹۶۸: ۹۶۹: ۹۷۰: ۹۷۱: ۹۷۲: ۹۷۳: ۹۷۴: ۹۷۵: ۹۷۶: ۹۷۷: ۹۷۸: ۹۷۹: ۹۸۰: ۹۸۱: ۹۸۲: ۹۸۳: ۹۸۴: ۹۸۵: ۹۸۶: ۹۸۷: ۹۸۸: ۹۸۹: ۹۹۰: ۹۹۱: ۹۹۲: ۹۹۳: ۹۹۴: ۹۹۵: ۹۹۶: ۹۹۷: ۹۹۸: ۹۹۹: ۱۰۰۰: ۱۰۰۱: ۱۰۰۲: ۱۰۰۳: ۱۰۰۴: ۱۰۰۵: ۱۰۰۶: ۱۰۰۷: ۱۰۰۸: ۱۰۰۹: ۱۰۱۰: ۱۰۱۱: ۱۰۱۲: ۱۰۱۳: ۱۰۱۴: ۱۰۱۵: ۱۰۱۶: ۱۰۱۷: ۱۰۱۸: ۱۰۱۹: ۱۰۲۰: ۱۰۲۱: ۱۰۲۲: ۱۰۲۳: ۱۰۲۴: ۱۰۲۵: ۱۰۲۶: ۱۰۲۷: ۱۰۲۸: ۱۰۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰۳۱: ۱۰۳۲: ۱۰۳۳: ۱۰۳۴: ۱۰۳۵: ۱۰۳۶: ۱۰۳۷: ۱۰۳۸: ۱۰۳۹: ۱۰۴۰: ۱۰۴۱: ۱۰۴۲: ۱۰۴۳: ۱۰۴۴: ۱۰۴۵: ۱۰۴۶: ۱۰۴۷: ۱۰۴۸: ۱۰۴۹: ۱۰۵۰: ۱۰۵۱: ۱۰۵۲: ۱۰۵۳: ۱۰۵۴: ۱۰۵۵: ۱۰۵۶: ۱۰۵۷: ۱۰۵۸: ۱۰۵۹: ۱۰۶۰: ۱۰۶۱: ۱۰۶۲: ۱۰۶۳: ۱۰۶۴: ۱۰۶۵: ۱۰۶۶: ۱۰۶۷: ۱۰۶۸: ۱۰۶۹: ۱۰۷۰: ۱۰۷۱: ۱۰۷۲: ۱۰۷۳: ۱۰۷۴: ۱۰۷۵: ۱۰۷۶: ۱۰۷۷: ۱۰۷۸: ۱۰۷۹: ۱۰۸۰: ۱۰۸۱: ۱۰۸۲: ۱۰۸۳: ۱۰۸۴: ۱۰۸۵: ۱۰۸۶: ۱۰۸۷: ۱۰۸۸: ۱۰۸۹: ۱۰۹۰: ۱۰۹۱: ۱۰۹۲: ۱۰۹۳: ۱۰۹۴: ۱۰۹۵: ۱۰۹۶: ۱۰۹۷: ۱۰۹۸: ۱۰۹۹: ۱۱۰۰: ۱۱۰۱: ۱۱۰۲: ۱۱۰۳: ۱۱۰۴: ۱۱۰۵: ۱۱۰۶: ۱۱۰۷: ۱۱۰۸: ۱۱۰۹: ۱۱۱۰: ۱۱۱۱: ۱۱۱۲: ۱۱۱۳: ۱۱۱۴: ۱۱۱۵: ۱۱۱۶: ۱۱۱۷: ۱۱۱۸: ۱۱۱۹: ۱۱۲۰: ۱۱۲۱: ۱۱۲۲: ۱۱۲۳: ۱۱۲۴: ۱۱۲۵: ۱۱۲۶: ۱۱۲۷: ۱۱۲۸: ۱۱۲۹: ۱۱۳۰: ۱۱۳۱: ۱۱۳۲: ۱۱۳۳: ۱۱۳۴: ۱۱۳۵: ۱۱۳۶: ۱۱۳۷: ۱۱۳۸: ۱۱۳۹: ۱۱۴۰: ۱۱۴۱: ۱۱۴۲: ۱۱۴۳: ۱۱۴۴: ۱۱۴۵: ۱۱۴۶: ۱۱۴۷: ۱۱۴۸: ۱۱۴۹: ۱۱۵۰: ۱۱۵۱: ۱۱۵۲: ۱۱۵۳: ۱۱۵۴: ۱۱۵۵: ۱۱۵۶: ۱۱۵۷: ۱۱۵۸: ۱۱۵۹: ۱۱۶۰: ۱۱۶۱: ۱۱۶۲: ۱۱۶۳: ۱۱۶۴: ۱۱۶۵: ۱۱۶۶: ۱۱۶۷: ۱۱۶۸: ۱۱۶۹: ۱۱۷۰: ۱۱۷۱: ۱۱۷۲: ۱۱۷۳: ۱۱۷۴: ۱۱۷۵: ۱۱۷۶: ۱۱۷۷: ۱۱۷۸: ۱۱۷۹: ۱۱۸۰: ۱۱۸۱: ۱۱۸۲: ۱۱۸۳: ۱۱۸۴: ۱۱۸۵: ۱۱۸۶: ۱۱۸۷: ۱۱۸۸: ۱۱۸۹: ۱۱۹۰: ۱۱۹۱: ۱۱۹۲: ۱۱۹۳: ۱۱۹۴: ۱۱۹۵: ۱۱۹۶: ۱۱۹۷: ۱۱۹۸: ۱۱۹۹: ۱۲۰۰: ۱۲۰۱: ۱۲۰۲: ۱۲۰۳: ۱۲۰۴: ۱۲۰۵: ۱۲۰۶: ۱۲۰۷: ۱۲۰۸: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰: ۱۲۱۱: ۱۲۱۲: ۱۲۱۳: ۱۲۱۴: ۱۲۱۵: ۱۲۱۶: ۱۲۱۷: ۱۲۱۸: ۱۲۱۹: ۱۲۲۰: ۱۲۲۱: ۱۲۲۲: ۱۲۲۳: ۱۲۲۴: ۱۲۲۵: ۱۲۲۶: ۱۲۲۷: ۱۲۲۸: ۱۲۲۹: ۱۲۳۰: ۱۲۳۱: ۱۲۳۲: ۱۲۳۳: ۱۲۳۴: ۱۲۳۵: ۱۲۳۶: ۱۲۳۷: ۱۲۳۸: ۱۲۳۹: ۱۲۴۰: ۱۲۴۱: ۱۲۴۲: ۱۲۴۳: ۱۲۴۴: ۱۲۴۵: ۱۲۴۶: ۱۲۴۷: ۱۲۴۸: ۱۲۴۹: ۱۲۵۰: ۱۲۵۱: ۱۲۵۲: ۱۲۵۳: ۱۲۵۴: ۱۲۵۵: ۱۲۵۶: ۱۲۵۷: ۱۲۵۸: ۱۲۵۹: ۱۲۶۰: ۱۲۶۱: ۱۲۶۲: ۱۲۶۳: ۱۲۶۴: ۱۲۶۵: ۱۲۶۶: ۱۲۶۷: ۱۲۶۸: ۱۲۶۹: ۱۲۷۰: ۱۲۷۱: ۱۲۷۲: ۱۲۷۳: ۱۲۷۴: ۱۲۷۵: ۱۲۷۶: ۱۲۷۷: ۱۲۷۸: ۱۲۷۹: ۱۲۸۰: ۱۲۸۱: ۱۲۸۲: ۱۲۸۳: ۱۲۸۴: ۱۲۸۵: ۱۲۸۶: ۱۲۸۷: ۱۲۸۸: ۱۲۸۹: ۱۲۹۰: ۱۲۹۱: ۱۲۹۲: ۱۲۹۳: ۱۲۹۴: ۱۲۹۵: ۱۲۹۶: ۱۲۹۷: ۱۲۹۸: ۱۲۹۹: ۱۳۰۰: ۱۳۰۱: ۱۳۰۲: ۱۳۰۳: ۱۳۰۴: ۱۳۰۵: ۱۳۰۶: ۱۳۰۷: ۱۳۰۸: ۱۳۰۹: ۱۳۱۰: ۱۳۱۱: ۱۳۱۲: ۱۳۱۳: ۱۳۱۴: ۱۳۱۵: ۱۳۱۶: ۱۳۱۷: ۱۳۱۸: ۱۳۱۹: ۱۳۲۰: ۱۳۲۱: ۱۳۲۲: ۱۳۲۳: ۱۳۲۴: ۱۳۲۵: ۱۳۲۶: ۱۳۲۷: ۱۳۲۸: ۱۳۲۹: ۱۳۳۰: ۱۳۳۱: ۱۳۳۲: ۱۳۳۳: ۱۳۳۴: ۱۳۳۵: ۱۳۳۶: ۱۳۳۷: ۱۳۳۸: ۱۳۳۹: ۱۳۴۰: ۱۳۴۱: ۱۳۴۲: ۱۳۴۳: ۱۳۴۴: ۱۳۴۵: ۱۳۴۶: ۱۳۴۷: ۱۳۴۸: ۱۳۴۹: ۱۳۵۰: ۱۳۵۱: ۱۳۵۲: ۱۳۵۳: ۱۳۵۴: ۱۳۵۵: ۱۳۵۶: ۱۳۵۷: ۱۳۵۸: ۱۳۵۹: ۱۳۶۰: ۱۳۶۱: ۱۳۶۲: ۱۳۶۳: ۱۳۶۴: ۱۳۶۵: ۱۳۶۶: ۱۳۶۷: ۱۳۶۸: ۱۳۶۹: ۱۳۷۰: ۱۳۷۱: ۱۳۷۲: ۱۳۷۳: ۱۳۷۴: ۱۳۷۵: ۱۳۷۶: ۱۳۷۷: ۱۳۷۸: ۱۳۷۹: ۱۳۸۰: ۱۳۸۱: ۱۳۸۲: ۱۳۸۳: ۱۳۸۴: ۱۳۸۵: ۱۳۸۶: ۱۳۸۷: ۱۳۸۸: ۱۳۸۹: ۱۳۹۰: ۱۳۹۱: ۱۳۹۲: ۱۳۹۳: ۱۳۹۴: ۱۳۹۵: ۱۳۹۶: ۱۳۹۷: ۱۳۹۸: ۱۳۹۹: ۱۴۰۰: ۱۴۰۱: ۱۴۰۲: ۱۴۰۳: ۱